مثنوی

Date: 15/7/19

بارش اور میر کا مکان

زنداں - جیل
خانہ - گھر
ظلمت - اندھیرا
روشن - ظاہر
گور - قبر
بخت - قسمت
مینھ - برسات

"مثنوی بارش اور میر کا مکان کا تنقیدی جائزہ"

شاعر کا تعارف —

میر تقی میر آگرہ میں پیدا ہوئے عمر کا بڑا حصہ دہلی میں گزارا۔ جب دہلی اجڑ گئی اور دہلی کے اہل علم حضرات اور شعراء لکھنؤ جانے لگے تو میر بھی دہلی چھوڑ کر لکھنؤ چلے گئے۔ اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

اردو شاعری میں میر تقی میر کا مقام بہت بلند ہے وہ غزل کے شاعر تھے۔ انھوں نے کچھ مثنویاں، مرثیے، قصیدے اور رباعیاں بھی لکھیں۔ لیکن ان کی شہرت اور مقبولیت کا سارا دارومدار ان کی غزل پر ہے۔ "میر تقی میر غزل کے تاج بادشاہ تھے" میر تقی میر کو خدائے سخن بھی کہا جاتا ہے۔

میر کی شاعری میں رنج و غم، مایوسی، ناامیدی اور دنیا سے بیزاری کے مضامین زیادہ پائے جاتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

رنج و غم کی فضا اُن کی شاعری پر چھائی ہوئی ہے۔ میر پریشان حال، غم زدہ اور مایوس انسان تھے اسی لیے اُن کی غزل میں مایوسی اور غم ناکی کے احساسات اُن کے الفاظ میں ہر جگہ نظر آتے ہیں۔

سوز و گداز میر کی غزل کی خاص پہچان ہے۔ سادگی، صفائی اور تاثیر بیان اُن کی غزل کا ایک اور خاص وصف ہے۔

مثنوی بارش اور میر کا مکان میر تقی میر کی تحریر کردہ ایک چھوٹی سی مثنوی ہے جس کے 50 اشعار ہیں۔ اس مثنوی کا اصل نام "در ہجو خانۂ خود" ہے جس کے معنی ہیں اپنے گھر کی برائی کے بارے میں۔ طلبہ کی سہولت کے لیے مشکل نام ہٹا کر آسان نام رکھا گیا ہے۔

اس مثنوی میں میر تقی میر نے اپنے گھر کی خستہ حالی کا دلچسپ انداز میں نقشہ کھینچا ہے۔ میر تقی میر اردو کے بہت بڑے شاعر گزرے ہیں لیکن وہ ساری زندگی مفلس، خستہ حال اور پریشان حال رہے۔ وہ جس مکان میں رہتے تھے وہ نہایت ہی خستہ اور بوسیدہ تھا بارش کے موسم میں یہ مکان اور بھی خستہ ہو جاتا تھا۔

موسم برسات میں اپنے گھر کی تباہی اور خستہ حالی کا ذکر کرتے ہوئے میر نے یہ کہا ہے کہ جس طرح

Scanned by CamScanner

جسم کے قید خانے میں جان قید رہتی ہے اسی طرح اس گھر میں
ہم قید ہیں۔ یہ گھر قید خانے سے کم نہیں وہ ساری تکالیف
اور مصیبتیں یہاں موجود ہیں جو کسی زندان (قید خانے) میں ہوتی
ہیں۔

اس گھر میں رات ہی نہیں بلکہ دن میں بھی اندھیرا رہتا ہے یہ
گھر نہیں گویا ایک قبر ہے جس طرف نظر ڈالو اندھیرا ہی اندھیرا ہے
ہماری بد بختی دیکھیے کہ اس مکان کو تعمیر کرنے والے نے پرنالے
بھی آنگن میں چھوڑے ہیں بارش کی وجہ سے سارا پانی
آنگن میں جمع ہو جاتا ہے اور یہ آنگن تالاب میں تبدیل ہو جاتا ہے۔
چھت سے پانی ٹپکتا ہے اور ہمیشہ یہ ڈر لگا رہتا ہے کہ چھت کب
گرے گا۔

دیواروں میں کئی سوراخ ہیں جہاں مکڑیوں نے جالے بنائے ہیں
ادھر ادھر گھاس پھوس لٹکی ہوئی ہے۔ چھت کے شہتیر جو بانس
ہیں ان کو جھینگروں نے چاٹ کے کمزور کر دیا ہے۔ چھت کے
شہتیر جو عمارہ باندھی گئی ہیں اس کی ڈوریاں اتنی کمزور ہو چکی
ہیں جیسے مکڑی کے جالے۔ مگر ہاں ہر جگہ سے سوکھی ہوئی ہیں۔
غور سے دیکھا جائے تو گھر نہیں بلکہ ایک مچان ہے۔

بارش کی وجہ سے گھر کا سارا سامان بکھر گیا ہے گھر کا ہر فرد ٹوٹا
پھوٹا سامان اپنے سر پر رکھے بیٹھا ہوا ہے۔ چھت پر لگے جو
نشان تھیں وہ بارش کے زور سے ٹوٹ کر گر گئے ہیں آنگن میں
بنی ہوئی پھولیں ہیں۔ گھر کے سب لوگ گھٹنوں تک پانی میں ڈوبے
ہوئے ہیں موت کا خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے۔

دیواروں میں اینٹ سے گارا بہہ گیا ہے جیسے جلد کی کھال
میں زخم۔ جب بھی زیادہ بارش ہوتی ہے تو ہمیں ڈر لگتا اور لکڑی کی
لکڑی کی چھت سے ٹپک کر پانی بہتا ہے۔ دروازے، دہلیزیں سب
کے سب پانی میں بہہ رہے ہیں۔ ہم جس کوٹھری میں رہتے
ہیں وہ ہماری کوٹھری پانی سے بھر گئی ہیں۔ گھر کی دیواریں زمین
میں دھنسی جا رہی ہیں۔ کہیں دھماکہ کر گیا ہے تو کہیں منڈیر
ٹوٹ چکی ہیں۔

آنگن، دالان اور کمروں میں پانی ہی پانی جمع ہو گیا ہے
منڈیر ٹوٹ گیا ہے اور بارش کی شدت کی وجہ سے سارا
گھر برباد ہو گیا ہے۔ چھپر، دروازے، دہلیز سب اکھڑ
چکے ہیں جب ہمیں اس بات کا خطرہ محسوس ہوا کہ چھت
کے نیچے دب کر مرنے سے بہتر ہے ڈوب کر مریں
اس لیے گھر کے تمام افراد نے یہ فیصلہ کیا کہ جو سامان لے سکتے
ہیں وہ لے کر گھر سے باہر نکلیں۔ کسی نے کپڑوں
کی گٹھڑی سر پہ اٹھائی، کسی نے چارپائی، کسی نے بوریا بستر
لپیٹا، اس طرح سب لوگ ٹوٹا پھوٹا سامان سروں پر لاد کر
گھر سے باہر نکلے۔

خانہ بدوش قوم کی طرح سامان سروں پر اٹھائے انتہائی بے بسی
کی حالت میں گھر سے باہر نکلے اور کسی محفوظ گھر کی تلاش
شروع کی۔ ہم تمام افراد خاندان کو یوں مارے مارے پھرتا
دیکھ کر لوگ ہم پر ہنس رہے تھے جس سے ہمیں بڑی تکلیف
ہوتی تھی۔ بہت ڈھونڈ تلاش کرنے کے باوجود ہمیں کوئی
مناسب اور محفوظ گھر نہیں مل سکا جہاں ہم اطمینان سے رہ
سکیں

Scanned by CamScanner

MOHIT
Page No.
Date

اس طرح میر تقی میر نے بارش کی وجہ سے ہوئی اپنے گھر کی
بربادی کا نقشہ کھینچا ہے جسے پڑھ کر وہ پورا منظر ہماری
آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ مثنوی کی زبان میں بھی
سادگی اور عام فہم ہے یہ نہیں نہیں مشکل الفاظ ہیں اور کچھ
ایسے الفاظ بھی استعمال کیے گئے ہیں جو آج متروک ہو چکے ہیں

Scanned by CamScanner